بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۸ — رجسٹرڈ ایل ،،

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اخبار الحکم

قادیان دار الامن فی الامان ۲۴ ربیع الاول سنہ ۱۳۱۷ مطابق ۲۴ جولائی سنہ ۱۸۹۹ء

خطبہ (موعظت)

جو حضرت مولنا مولوی **عبد الکریم** صاحب سلمہ ربہ نے ۲۱ جولائی سنہ ۱۸۹۹ء کو پڑھا اور **ایڈیٹر** نے مولانا ممدوح کے پنجابی خطبہ کو ساتھ ساتھ اردو میں لکھا۔

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَکْتُمُ اِیْمَانَہٗۤ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَقَدْ جَآءَکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّکُمْ وَاِنْ یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیْہِ کَذِبُہٗ وَاِنْ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہْدِیْ مَنْ ہُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ

اور ایک شخص نے جو تھا قوم فرعون ہی میں کا مگر مومن تھا۔ اور اپنے ایمان کو مخفی رکھتا تھا ان لوگوں کہا (سنو) کیا تم ایک شخص سے برسرپیکار ہوتے اور اس کے قتل کے منصوبے کرتے ہو جو کہتا ہے **اللّٰہ ربی** یعنی جو اپنا محسن و مربی اس پاک ذات کو قرار دیتا ہے جو جمیع صفات ستودہ سے متصف اور کل صفات ناقصہ اور ردیہ سے منزہ ہے اور پھر اپنے اس قول کی کہ (**ربی اللّٰہ**) تصدیق میں کھلی کھلی نشانیاں لیکر آیا ہے (دیکھو اگر تم ان آثار اور نشانات بینہ کو جو اللہ تعالے کے اپنے ساتھ معیت کے وہ دکھاتا ہے) دیکھکر بھی اس کی تکذیب سے باز نہیں آتے اور مجادلہ نہیں چھوڑتے تو آسان فیصلہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر وہ درحقیقت کاذب ہے اور خدا تعالے پر افترا باندھتا ہے تو اسکی ہلاکت اور سزا کے لئے اسکا جھوٹ ہی کافی ہے لیکن اگر وہ سچا ہے تو پھر یہ بھی یاد رکھو کہ ان وعدوں سے تمکو کوئی پہنچ رہے گا جو وہ تم سے کرتا ہے۔

پس اسی معیار کو تم رہنے دو کیونکہ اللہ تعالی کی یہ سنت اور پختہ قانون ہے کہ وہ کبھی کبھی بھی اپنی حد سے باہر قدم رکھنے والے اور خدا تعالے پر جھوٹ بولنے والے انسان کو سرفراز اور سرسبز نہیں کرتا۔ اللہ تعالے نے قرآن کریم میں ایک صادق۔ مامور من اللہ۔ راستباز کا ذکر فرمایا ہے جو بنی اسرائیل کو مصر کے آہنی تنور اور فرعون کی غلامی سے رہائی دینے کے لئے اس زمانہ کے متکبر اور رعونت مجسم انسان کے سامنے جاکر تبلیغ حق کرتا ہے اور پورے زور اور قوت کے ساتھ اپنے مخالف کی جو اس وقت [illegible] کی کرسی پر بیٹھا ہوا شیخی بگھار رہا تھا ہلاکت کی پیشگوئی کرتا ہے اس کے دعوے کی قوت اسکی جرات اور پرہیبت آواز اس امر کا ثبوت دے رہی ہے کہ اس کا مربی اللہ تھا۔ کسقدر قوت یقین اور استقلال رکھتا ہے۔ نادان فرعون اپنے جاہ و جلال اپنے حشم و خدم کے گھمنڈ میں سرشار اس عاجز انسان کے قتل کا ارادہ کرتا ہے لیکن انہی قوم کا ایک مومن انسان اٹھکھڑا ہوتا ہے اور ان سب کو جو **موسیٰ علیہ السلام** کے قتل کے درپے تھے مخاطب کرکے ایک معقول بحث کرتا ہے اور قوم پر حجت ملزمہ قائم کردیتا ہے۔

اس قصہ کے بیان سے خدا تعالی کا یہ منشا ہے کہ تا وہ پاک اور سچا اصول دنیا کے سامنے پیش کرے جو استقرا کے طور پر

مامور من اللہ کی صداقت اور جانچ کا ایک کامل العیار محک ثابت ہوا ہے اور وہ یہ ہے

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ

یعنی خدا تعالے کبھی بھی ایسے انسان کو برومند اور سرسبز نہین کرتا جو اپنی حد سے بڑھ جانے والا ہو اور خدا تعالے پر افترا اور جھوٹ باندھتا ہو۔ اس سچے اصول پر غور کرو خدا تعالے نے اپنا لاتبدیل قانون اور لاتحویل قاعدہ بتلا دیا ہے کہ جو لوگ اپنی حد سے باہر قدم رکھتے ہین اور جس عہدہ اور اعزاز کی قابلیت نہین رکھتے پھر اپنے آپ کو اسکا سزاوار اور مستحق قرار دیتے ہین خدا کی ذات پر جھوٹ بولتے ہین یعنی مامور اور منجانب اللہ نہین ہوتے لیکن اپنی ماموریت کا دعا کرتے ہین وہ فائز المرام نہین ہوتے۔

مسرف کسکو کہتے ہین۔ ایک شخص جو اپنے آپ کو مالدار اور ذی حیثیت دکھانے کے لئے محض نمود کیخاطر فضول خرچیان کرتا ہے یہانتک کہ ایک وقت اس پر آجاتا ہے کہ دیوالیہ ہو جاتا ہے ادھر سے ڈگری ہوتی ہے اودھر سے گرفتاری کے وارنٹ جاری ہوتے ہین اور پھر وہ ساری شیخی کرکری ہو کر رہجاتی ہے۔ وہ عزت و مکنت جو کہ بوالفضول چاہتا تھا کہان گئی۔ اسکی عزت برباد ہو گئی [illegible] ہو کر ذلت اور نکبت کے قعر مین جا پڑا۔ یہ ایک ایسا ثابت شدہ امر ہے کہ ہمکو کسی بحث کی اسپر ضرورت نہین آئے دن ایسے تباہ کار لوگون کے حالات دیکھے جاتے ہین۔

پھر وہ کذاب جو خدا تعالی پر افترا کرکے دو چار فقرے سُنا کر مامور من اللہ ہونے کا دعوی کرتا ہے حالانکہ اسکو خدا تعالے کیطرف سے مامور ہونے کا اعزاز نہین دیا گیا۔ غلط فہمی غلط کاری سے ایک راستباز کے بالمقابل بول اُٹھتا ہے کہ مین کامیاب ہونگا اور بالمقابل راستباز کو مسرف کذاب کہتا ہے۔ اور ادھر یہ راستباز بولتا ہے کہ مجھے کہا گیا ہے انا الفتاح

افتح لك ترى فتحا مبينا۔ يأتيك

من كل فج عميق

اب یہ اصول اس موقع پر کیسا کام دیتا ہے اگر اول الذکر جو دوسرے کو مسرف کذاب کہتا ہے فی الحقیقت خدا تعالے کیطرف سے نہین بولتا ہے تو اسکا پول کھلجاویگا اور مسرف کذاب کا خود ہی مصداق ہو کر بے نیل مرام دنیا سے اٹھ جائے گا اور وہ شخص جو منصرف کائنات عالم الغیب خدا کے کہنے سے بولتا ہے کہ انا الفتاح وہ کامیاب ہو کر اور بھی اس کے جھوٹ پر مہر کر دیگا۔ غرض یہ ایک بین اور ساتھ ایک نازک اصول ہے

آج بھی ایک صدا مامور من اللہ ہونے کی کانو مین ایک عرصہ سے گونج رہی ہے اور خدا کا احسان اور اسکا فضل ہے کہ اس آواز کی حقیقت ہمپر کھلی اور اُسے تسلیم کرنے کی توفیق ہمکو ملی۔ اس نے کہا کہ

اس زمانہ کا امام مین ہون

ہمپر نادانون نے شور مخالفت بلند کیا۔ تکفیر کے فتوون کے لئے تگ و دو کی۔ غرض کہین کچھ کہین کچھ ہر قسم کی مخالفت سے چاہا کہ اس نور اللہ کو بجھا دین مگر وہ تو روشن ہی ہوتا گیا۔

مین کہتا ہون کہ آہ! کیون ان ناعاقبت اندیش حقیقت و حق سے مہجور لوگون نے قرآن کریم کے اس مقدس اصول کو زیر نظر نہ رکھا اور کیون اب بھی اس پر توجہ نہین کرتے۔ گھبرانے اور حیرت مین پڑنے کی کیا ضرورت ہے مدعی کے سچ اور جھوٹ کے دریافت کرنے کے لئے کسی اور معیار کی تلاش فضول ہے۔ یہ بہت سچا اور خطا نہ کرنے والا محک موجود ہے۔

ہمارے نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم ایک تاریک غار سے نکلکر جس مین کوئی انسان آسایش و آرام کے ساتھ نہین بیٹھ سکتا باوجودیکہ کسی قسم کا سہارا اور آسرا قوم یا کسی انسان کا نہین ایک اکھڑ اور سرکش قوم کے سامنے کہتے ہین۔

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝

اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ

باایں ہمہ بے سامانی و بیکسی وہ انسان کامل قوم کو یہ سناتا ہے اور ابھی معلوم نہین کہ نادان قوم سے کیا کیا پیش آتا ہے مگر یہ اُسے پہلے سے کہے دیتا ہے کہ چونکہ میرا اُستاد میرا محسن و مربی مکرم ہے اس لئے مین بھی معزز و محترم ہونگا۔

ایک دہریہ جو اپنی ناقص عقل مین ہستی الٰہی کے لئے کوئی زبردست دلیل یا شہادت نہین پاتا (بہ خیال خویش) مین خدا ہی کو گواہ رکھکر کہتا ہون کہ اگر وہ ہماری کتاب مجید مین غور کرے اور سید الاولین و الآخرین علیہ افضل الصلوۃ والسلام کی اس شان مین جو کتاب مجید نے دکھائی ہے فکر کرے تو اسکو ایک چمکتا ہوا **خدا** نمایان طور پر نظر آئے گا۔ کیا ایک عاجز انسان عرب جیسی قوم کے سامنے خود بخود بغیر بلائے یہ کہہ سکتا ہے کہ اقرأ وربك الاکرم اس مین بڑی بھاری غرض بیان کی گئی ہے کہ تیرا مربی جو خود مکرم ہے محترم ہے اور جب اسکی کنار عاطفت مین تو نے پرورش پائی ہے پھر تو بھی اعزاز و تکریم کی کرسی پر بیٹھے گا۔ پھر دیکھلو کہ کسقدر عزت حاصل کی۔ ہمارے ہادی و مولے سید الاصفیا کی شرافت اور بزرگی کے کنہ تک آج کون پہنچ سکتا ہے۔ ہر آن جس کے مدارج و مراتب مین ایک رفعت اور کثرت ہو رہی ہے۔ اللہ اللہ ایسا بڑا جلیل القدر انسان!!! جسنے بنی نوع انسان کے کمالات کو یکجا جمع کرکے دکھا دیا۔

غرض بات یہ ہے کہ ربك الاکرم کہنے والا واقعی خدا تھا ورنہ باوجود اسقدر رکاوٹون کے اور مخالفتون کے کیا ممکن تھا کہ ایک بے کس بے بس بے زر بے پر انسان اسقدر کامیاب ہو سکتا

مسیلمہ کذاب کا ہی معاملہ دیکھلو اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ آدھی زمین مجھے دیدو اور آدھی تم لے لو۔ لیکن آپ نے اُس مسرف کذاب کے جواب مین لکھا

إِنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝

زمین خدا تعالے کی ہے جسکو چاہتا ہے اپنے بندوں مین سے وارث کرتا ہے اور انجام نیک متقیون کا ہے یعنی ہم دونو مین سے جو متقی ہوگا آخر کامیاب ہوگا۔

دوسرے لفظون مین یون کہو کہ حامل قرآن علیہ الصلوٰۃ والسلام صاف دلیری سے دعویٰ کرتے ہین کہ مین متقی ہون اسلئے خدا تعالے کا فتویٰ ہے کہ کامیاب ہونگا وارث مین ہونگا اگر یہ انسانی افترا نعوذ باللہ ہوتا تو یہان بھی وہی ناکامی پیش آتی جو مسیلمہ کے پلہ پڑی لیکن واقعات نے دکھا دیا کہ لاریب آپ سید الاتقیا تھے اور انا اعطینٰک الکوثر کے سچے مخاطب تھے۔

مین پھر اصل کیطرف رجوع کرکے کہتا ہون کہ یہ کیا عجب اور مستحکم اصول ہے کہ ان اللہ لا یہدی من ہو مسرف کذاب جو اپنی چادر سے باہر قدم رکھتا ہے اور کذاب ہے خدا اسکو کامیاب نہین کرتا۔ سمجھ مین نہین آتا دل گھبراتا اور ایک ایک وقت پیر کر گلے مین آکر اٹک جاتا ہے کہ وہ قوم جسکے پاس ایسے مستحکم اصول راستباز اور مسرف کذاب مین امتیاز کے موجود ہین اور جو ایسی کتاب اپنے پاس رکھتی ہے جسکو قول فصل خدا نے آپ کہا ہے جو میزان اور مہیمن کہلاتی ہے کیا وہ .... ان آیات کو نہین پڑھتی اور پڑھتے ہین تو پھر ان سے کیا مراد لیتے ہین۔ ایک دو نہین بائیس برس سے زیادہ عرصہ گذرنے کو آیا۔ یہ خدا کا راستباز پکار پکار کر کہتا ہے کہ مین مہدی ہون اور خدا نے مجھے ہادی و مسیح بنا دیا ہے پہلے اگر دھیمی آواز سے بولا تھا تو اب ایک گرج اور کڑک سی بولتا ہے بلکہ اس کی آواز آج اس زور مین ہے کہ گرجتی ہوئی یورپ کے عظیم الشان گرجون کی صلیب پر جا کر کڑکتی ہے۔ اگر کوئی میرے جیسا مذاق رکھتا ہے اور میرا دل کسی مین ہے تو وہ اس سے لذت اٹھا سکتا ہے۔

غیظ و غضب کو دور کرکے تعصب اور ضد چھوڑ کر کوئی دیکھے کہ اس آواز مین کیسی قوت کیسا یقین اور استقلال ہے پھر نری آواز ہی نہین بلکہ اس کے ساتھ نمایان نصرتین اور برکات الٰہیہ کے بین اور کھلے نشان

مین یکیا ہو سکتا ہے کہ خدا تعالے خود حق اور باطل مین التباس کرے تعالیٰ شانہ ہو نہین سکتا! ایک جھوٹا وہ نصرتین پا سکے جو ایک راستباز کو ملتی مین ممکن نہین؟

انسان ایک مستقیم دل سے کر سوچے تو حیران ہو جاتا ہے کہ کیون تیرہ سو برس پیشتر اپنے رسول کی زبان سے کہلایا کہ ان لمہدینا آیتین کیا خدا قادر نہ تھا کہ وید اور پران کیطرح احادیث کی اصلیت کو گم کر دیتا۔ کیا احادیث کے الفاظ کا محفوظ رہنا اور پھر خسوف کسوف کا اسی فرمودہ کے موافق ہو جانا صاف طور پر نہین بتلاتا کہ منشار الٰہی یونہی تھا پھر اسی نشان کو کیون ایک ایسے مدعی کے وقت مین پورا کیا۔ اونٹ کیون بیکار ہوگئے ریل اور چھاپہ کا اجرا اسی کے زمانہ مین کیون برسر ترقی ہوتا ہے۔ کیون ایسا ہوتا ہے کہ طاعون کی خبر بھی اس کے زمانہ مین پوری ہوئی پھر علاوہ بران ایک کپکپا دینے والی پیشگوئی کا پورا ہونا ایک بیدل شخص کا اپنی بدزبانیون اور دریدہ دہنیون کی پاداش مین خدا تعالے کے غضب کی قہری چھری سے اس کے کہنے کے موافق عین میعاد کے اندر ہلاک ہونا اگر اُسے ہلاک بھی ہونا تھا تو خدا تعالے اُسکو صرف اس لیئے بچا لیتا کہ اس جھوٹے کو ترقی نہ ہوتی؟ مگر نہین اے قوم! ناقدر شناس قوم سن۔! اور کان لگا کر سن۔ آسمان نے اسکی صداقت پر مہر کر دی زمین نے اپنے خزانے اگلدیئے اور اسکی تصدیق کے لیئے تمام نشانون کو پورا کر دکھایا مشیت الٰہی یونہی تھی۔ خدا کا مامور آیا۔ اور اپنے وقت پر آیا اُسکی تائید و تصدیق مین نشان کیون پورے نہ ہون؟ اے قوم تو اب اور کیا چاہتی ہے جو تیری خوشی کا موجب ہو۔ اللہ اللہ خدا کا کلام جلی اور زرین حروف مین لکھا ہوا ہے کہ

ان اللہ لا یہدی من ہو مسرف کذاب

اور پھر تم دیکھ چکے کہ یہ تو نت نئی قوت اور ہر روز ایک تازہ نصرت کے ساتھ ترقی کرتا ہے پس آؤ مخالفت سے باز آؤ کہ یہ خدا تعالے سے لڑائی ہے اور اس سے لڑنے مین خیر و برکت نہین ہے۔ نا پاک قوم اُٹھ اور شکر کے سجدے کر۔ اپنی شتابکاریون سے توبہ کر۔ اور اپنے ہمدرد اور خیر خواہ کی باتین سن کہ تیرے لیئے برکت کا موجب ہے!!!

میرے دوستو! ہان اے وہ لوگو جنھون نے اس امام کو پہچان لیا ہے اور اس کا ساتھ دیا ہے تم بھی سن رکھو کہ تم پر حجت پوری ہو چکی تم نے نشانات کو دیکھ لیا۔ تم صرف اسبات پر ناز نہ کرو کہ امام کے ساتھ ہو یاد رکھو کہ تقویٰ کے بغیر کچھ نہین۔ ساری امیدین اور کامیابیان متقیون کے واسطے ہین۔ پس اُسکا ساتھ دینا کیا ہے اُسکی ہر ادا اس کے خط و خال نشست برخاست غرض اسکی بات سے محبت کرو تاکہ تقویٰ کی حقیقت کا تمھین پتہ لگے۔ مین اس خطبہ کی گھڑی مین اپنے لیئے اور اپنے حاضر و غائب دوستون کے لیئے دعا کرتا ہون کہ خدا تعالے تقویٰ اللہ کی توفیق دے۔ اور امام کے ساتھ سچی

محبت اور ارادت عطا فرماوے اُسکی

محبت مین زندہ رکھے اور اُسکی

محبت مین دنیا سے اُٹھاکر

اور اس کے محبون کے

زمرہ مین

جلاوے

آمین

مکتوب امام آخر الزمان علیہ السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آنمخدوم کا عنایت نامہ پہنچا حدیث نبوی بغیر فہم غیری کے معنے جو اس عاجز کے دل مین ڈالے گئے ہین یہ مین کہ غیر کے لفظ سے نفس ماسوی اللہ مراد نہین بلکہ نفس نااہل و ناآشنا مراد ہین مگر جو لوگ مومن حقیقی ہین وہ بباعث استعداد فنا اور زوال حجب کی کبریائی کے دامن کے اندر داخل ہین۔ وہ غیر نہین ہین خود خدا تعالے نے بعض صالح اہل کتاب کے حق مین اپنی کتاب مجید مین فرمایا ہے یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم یعنی وہ لوگ پیغمبر آخر الزمان کو جو امام الدنیا اور سید الاولیا ہے اسطرح پر شناخت کرتے ہین جیسے وہ اپنے بیٹون کو شناخت کر رہے ہین اور اسی طرح روحانی

روشنی کی برکت سے اولیا اولیا کو شناخت کر لیتے ہیں۔ حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اویس کے وجود کو یمن میں شناخت کر لیا ہے اور بارہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ یمن کیطرف سے رحمن کی مجھکو خوشبو آرہی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہ کے مراتب معلوم تھے اور ہر ایک کی نورانیت باطنی کا اندازہ اُس قلب منور پر مکشوف تھا ہاں جو لوگ بیگانہ ہیں وہ بیگانہ حضرت احدیت کو شناخت نہیں کرسکتے جیسے اللہ تعالے نے فرمایا ہے

يَنظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ

یعنی وہ تیری طرف (اے پیغمبر) نظر اٹھا کر دیکھتے ہیں پر تو اُنھیں نظر نہیں آتا اور وہ تیری صورت کو دیکھ نہیں سکتے۔

اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انوار روحانی کا سخت چمکارہ بیگانہ بعض پر بھی جا پڑتا ہے جیسے ایک عیسائی نے جب کہ مباہلہ کے لئے آنحضرت صلعم مع حسنین و حضرت علی و فاطمہ رضی اللہ عنہم عیسائیوں کے سامنے آئے دیکھکر اپنے بھائیوں کو کہا کہ مباہلہ مت کرو مجھکو پروردگار کی قسم ہے کہ مین ایسے منہ دیکھ رہا ہوں کہ اس پہاڑ کو کہیں گے کہ یہاں سے اُٹھ جا تو فی الفور اُٹھ جائیگا۔ تو خدا جانے کہ اسوقت نور نبوت و ولایت کیسا جلال میں تھا کہ اُس کافر بد باطن اور سیہ دل کو بھی نظر آگیا اور عام طور پر باستثنا خواص اہل اللہ و اکابر اولیا کی حقیقت ولایت کہ جو قرب الٰہی کا نام ہے بجز حضرت احدیت کے کسیکو اُسپر آگاہی نہیں ہو سکتی ہے اس حقیقت کے انوار و آثار جیسے صبر استقامت رضا جو د سخا صدق و فا شجاعت حیا اور نیز خوارق و دیگر علامات قبولیت لوگون پر ظاہر ہو جاتے ہیں مگر یہ سب آثار ولایت ہیں اور حقیقت ولایت ایک مخفی امر ہے جسپر غیر اللہ کو ہرگز اطلاع نہیں واللہ اعلم بالصواب

اور جو آپ نے دریافت کیا ہے کہ خوارق و کرامات ریاضات شاقہ کا نتیجہ ہے یا کیا حال ہے اسمین تحقیق یہ ہے کہ "بلاشبہ ریاضات شاقہ کو کشوف وغیرہ خوارق میں دخل عظیم ہے بلکہ اسمین کسی خاص مذہب بلکہ توحید کی بھی شرط نہیں اور اسی جہت سے فلاسفہ یونان اور اس ملک ہند کے جوگی اپنے تپون جپون کے ذریعہ سے صفائی نفس حاصل کرتے رہے ہیں اور اُنکا قلب اپنی معبودات باطلہ پر جاری ہوتا رہا ہے اور مکاشفات بھی انکو ظہور میں آتے رہے ہیں چنانچہ کسی تاریخدان اور صاحب تجربہ پر یہ امر پوشیدہ نہیں رہ سکتا اب بخبر کو بڑی مشکل یہ پیش آتی ہے کہ جب کشوف و خوارق باطل پرستون اور استدراج والون سے بھی ہو سکتے ہیں تو پھر انمین اور اہل حقین کیا فرق باقی رہا اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت احدیت کے برگزیدے بندے تین علامات خاصہ سے شناخت کئے جاتے ہیں اور وہ علامتین ایسی ہیں کہ گویا باطل پرست لوگ اپنی کجروی کی محنتون سے گداز بھی ہو جائیں تب بھی وہ علامات انمین متحقق نہیں ہو سکتیں۔ چنانچہ اول انمین سے ایک یہ ہے کہ اہل حق کو صرف کشفی صفائی نہیں اخلاقی صفائی بھی عطا ہوتی ہے اور وہ اخلاق فاضلہ میں اسقدر پایہ عالیہ تک پہنچ جاتے ہین کہ جیسے خدا کو اپنے اخلاق پیارے ہیں ویسا ہی وہ باقی اخلاق اُنکو پیارے ہو جاتے ہین اور اُنکی سرشت میں الوہیت کی تجلیات گھر کر جاتی ہیں اور بشریت کی آلودگیان اور تنگیان اُٹھ جاتی ہین پس اُس سے نیک اور پاک خلق ایسے عجیب اور خارق العادت کے طور پر صادر ہوتے ہین کہ بشری طاقتون سے بجز خاص تائید الٰہی کے انکا صادر ہونا ممکن نہین انسان بشریت کے تخلیات اور نفس امارہ کی زنجیرون مین اور ننگ و ناموس کی قید و غمین اور خانہ داری کے جان گداز فکر و غمین اور شدائد اور آلام کے حملون مین اور وساوس اور اوہام نیشزنیون مین سخت عاجز ہو رہا ہے اور اگر دعوی کرے کہ مین اپنے آپ ہی سے ان بھاری بوجھون سے نکل سکتا ہون تو وہ جھوٹھا ہے پس اہل اللہ مین یہ بزرگی ہے کہ وہ توفیق یافتہ ہوتے ہین اور دست غیبی اپنی خاص حمایت اور قوت سے اُنکو ان تمام بوجھون نیچے سے نکال لیتا ہے سو اُن سے ایسا توکل اور ایسا صبر اور ایسی سخا اور ایسا ایثار اور ایسا صدق اور ایسی رضا بقضا صادر ہوتا ہے کہ دوسرون سے ہرگز ممکن نہین کیونکہ وہ پردہ الٰہی ستارے اُن کے مددگار ہوتے ہین اور لغزشون سے بچائے جاتے ہین اور جسکی محبت مین وہ دنیا کو کھو بیٹھے ہین اور دنیوی عزتون اور ناموس سے بیزار ہو گئی ہین وہ محبوب حقیقی اُنکا متولی ہو جاتا ہے۔

دوسرے یہ کہ اہل حق مکالمات و مخاطبات حضرت احدیت پاتے ہین جو تائیدات خاصہ کی بشارتون پر مشتمل ہوتے ہین اور نیز انمین وہ مراتب عالیہ انپر ظاہر کئے جاتے ہین کہ جو اُن کو حضرت احدیت مین حاصل ہین۔ اور یہ نعمت غیرون کو ہرگز حاصل نہین ہو سکتی۔

اسجگہ بتوجہ یاد رکھنا چاہئے کہ الہامات و مکالمات اللہ کو جو ایسی پیشگوئی پر مشتمل ہون جنمین شخص ملہم کی تائیدات عظیمہ کا وعدہ ہے وہ اہل اللہ کی شناخت کے لئے نہایت روشن علامات ہین اور کوئی خارق عادت الٰہی برابر نہین ہو سکتا کیونکہ خدا تعالی کا اپنے بندہ سے کلام کرنا اور پھر اُس کلام کی ایسی پیشگوئیون پر مشتمل ہونا کہ جو تائیدات عظیمہ کے مواہید ہین اور پھر اُن مواہید کا اپنے وقتون پر پورا ہونا محبت اللہ کا ایک روشن نشان ہے +

تیسرے علامت یہ ہے کہ خواص اولیا ریاضات شاقہ کے محتاج بھی نہین ہوتے ایک قسم کی ولایت کہ جو وہ نبوت سے بہت مشابہ ہے اس قسم کے لوگ جب دنیا مین آتے ہین تو ہوش پکڑتے ہین عنایات الٰہیہ اُنکی متولی ہو جاتی ہے اُنکو سالکون کی پر تکلف حالت سے کچھ مناسبت نہین ہوتی اُن کو کچھ خبر نہین ہوتی کہ کب فنا آئی اور کب بقا حاصل ہوئی کیونکہ دست غیبی نے اُنکو فطرت مین ہی درست کر لیا ہوتا ہے اور بیضہ بشریت مین داخل ہی نہین ہوتے تعلقات شدیدہ عشق الٰہی کے اُن کی فطرت سے لگے ہوئے ہوتے ہین اور ابتدا فطرت سے کسی ریاضت کے محتاج نہین ہوتے و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اور ایسے لوگون سے بغیر حاجت ریاضات شاقہ کے خوارق عجیبہ ظاہر ہوتے ہین کیونکہ شان نبوت انپر غالب ہے سو اگر اکابر نقشبندیہ نے ظہور خوارق کے ریاضات شاقہ کو شرط ٹھہرایا ہے تو ایسے کمل لوگون کو مستثنیٰ رکھلیا ہوگا اور ایسے لوگ نہایت قلیل الوجود اور نادر الظہور ہین کبھی کبھی شدت حاجت کیوقت خلق اللہ کی بھلائی کے لئے دنیا مین بھیجے جاتے ہین اور اُنکا آنا لوگون کے لئے ایک رحمت عظیم ہوتا ہے اور امت محمدیہ مرحومہ پر حضرت احدیت کیطرف سے یہ رحمت ہے کہ کبھی کبھی آخر صدی پر اصلاح اور تجدید دین کے لئے اس شان کے لوگ مبعوث ہوتے ہین اور دنیا اُن کے وجود سے نفع اُٹھاتی ہے اور دین زندہ ہوتا ہے اور یہ بات کہ ظہور خوارق ولایت کے لئے شرط ہے یا نہین اکثر صوفیون کا اتفاق اسی پر ہے کہ شرط نہین پر اس عاجز کے نزدیک ولایت تامہ کے لئے ظہور خوارق شرط ہے ولایت کی حقیقی قرب اور معرفت الٰہی ہے سو جو شخص صرف منقولی یا معقولی طور پر ایمان لاتا ہے اور وہ کشوف عالیہ اور زوال حجب اُسکو نصیب نہین ہوا جس سے ایمان اُسکا تقلید سے تحقیق کے ساتھ مبدل ہو جاتا تو کیونکر کہا جاوے کہ اُسکو

باطل پرستوں اور اہل حق کے کشوف وخوارق میں فرق -

ولایت ۔ ۔ نصیب ہو گئی ہی بعض بزرگون نے جیسے حضرت مجدد الف ثانی صاحب نے اپنے مکتوبات مین لکھا ہے کہ یقین ۔ کے لئے معجزات نبویہ کافی ہین مین کہتا ہون کہ کافی نہین کیونکہ وہ اس شخص کے حق مین کہ صدہا سال بعد پیدا ہوا ہے منقولات کا حکم رکھتے ہین اور دید اور شنید مین جسقدر فرق ہے ظاہر ہے علماء محدثین سے زیادہ تر اور کون معجزات سی واقف ہوگا مگر وہ معجزات کہ جنکی رویت سے ہزارہا صحابہ یقین کامل تک پہنچگئے تھے اب اُن کے ذریعہ کر علماء ظاہر کو اسقدر اثر بھی نہین کہ اُنھین اُن معجزات کی ہیبت سے اخراج نفسانیت ہی ہو مگر یہ بھی نہین اللہ تعالے نے خود فرمایا ہے کہ سماوی نشانون کے از دیاد ایمان مین دخل عظیم ہے اور خود ولایت تامہ کی حقیقت جبکہ قرب تامہ ہے تو پھر ظاہر ہے کہ قرب اور مشاہدہ عجائبات لازم ملزوم ہین جو شخص ہمارے مکان پر آتا ہے اُسے ضرور ہے کہ مکان کی وضع اور اسکی کیفیت کمیت سی اطلاع پیدا کرے لیکن اگر بعد از وصول بھی ایسا ہے جو قبل از وصول تھا تو گویا اُسنے مکان کو دیکھا ہی نہین انبیاء کے یقین کو بھی خدا نے نشانون سے ہی بڑھایا ہے اور قرآن شریف مین رب ارنی کیف تحیی الموتیٰ حضرت ابراہیم کا سوال ہی موجود ہے پھر کیونکر کہا جاوے کہ ولایت بغیر خوارق کے حاصل ہو سکتی ہے بلاشبہ جسقدر مشاہدہ خوارق کا زیادہ ہو اسیقدر علم زیادہ ہے خدا تعالے خود اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین فرماتا ہے کہ ہمنے اسکو مسجد اقصے اور آسمان کا سیر کرایا تاکہ اسکو اپنی آیات خاصہ سے مطلع کرین ۔ ہان یہ ضروری ہے کہ جس ولی کو منصب ارشاد اور ہدایت کا عطا نہین کیا گیا اُسکے خوارق اور لوگون پر ظاہر ہونا ضرور نہین ہے کیونکہ اسکو لوگون سے کچھ واسطہ اور تعلق نہین ہے لیکن خود اُسپر تو ظاہر ہونا نہایت ضروری ہے کیونکہ حقیقت ولایت تک اُسکا قدم پہنچنا اسی سے وابستہ ہے مسجد کے بارہ مین جو فقرہ خداوند کریم کیطرف سے الہام ہوا تھا جسمین خیال کیا جاتا ہے کہ تاریخ مسجد اسمین موجود ہے اور وہ فقرہ الہامیہ یہ ہے مبارک و مبارک وکل امر مبارک یجعل فیہ خداوند تعالے کی عجیب قدرت ہے کہ اس مسجد مبارک کے بارہ مین پانچ مرتبہ الہام ہوا منجملہ اُن کے ایک نہایت عظیم الشان الہام ہے جسکے ایک فقرہ سے آپ کو اطلاع دیچکا ہون مگر بعد اُسکے ایک دوسرا فقرہ بھی الہام ہوا اور وہ دوسرا فقرہ یہ ہے **فیہ برکات للناس ومن دخلہ کان امنا** یعنی اسمین لوگون کیلئے برکتین ہین جو اسمین داخل ہوا وہ امن مین آگیا ۔ علماء ظاہر شاید اسمین اعتراض کرین کہ یہ تو بیت اللہ خانہ کعبہ کی شان مین وارد ہی مگر وہ لوگ برکات وسیعہ حضرت احدیت سی بیخبر ہین اور معذور ہین اور نیز ایک الہام یعنی مکالمہ حضرت احدیت اس ذلیل ناچیز عاجز سے واقعہ ہوا ہے بباعث رابطہ اتحاد آپکو لکھتا ہون اور چونکہ یہ عاجز اعلاق کا اذن بھی پاتا ہے اس لئے کتاب مین یعنی حصہ چہارم مین درج بھی کیا جائیگا خداوند تعالی کی الوہیت کی موجبین مین کہ اس ناکارہ بندہ کو جو فی الواقعہ بے ہنر اور تہیدست ہے ایسے مکالمات سی یاد کرتا ہے روحی فداہ سبیلہ بالشان من جلیلہ اور وہ الہام یہ ہے **بشری لک یا احمدی انت مرادی ومعی غرست کرامتک بیدی** بشارت بادترا یا احمد من تو مراد منی و با منی نشاندم درخت بزرگی ترا بدست خود

بخدمت خواجہ علی صاحب و مولوی عبد القادر صاحب و منشی بہرام خان صاحب وغیرہ احباب آنصاحب سلام مسنون پہنچے ۱۳ ستمبر ۱۸۸۳ء مطابق ذیقعد ۱۳۰۰ ہجری نبوی ۔

گورنمنٹ اور ہم

ایک معزز افسر جو کسی تقریب پر اگلے دن قادیان تشریف لائے تو حضرت اقدس امامنا مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان نے بھی اُن کی دعوت کی جبکہ سب مہمان کھانے کیواسطے جمع ہوے تو دستر خوان کے بچھائے جانے سے پہلے حضرت اقدس امام صاحب نے اُس مہمان کو اور دوسرے احباب کو مخاطب کرکے جو گفتگو کی وہ ایسی مفید اور کار آمد باتون پر مشتمل تھی کہ مینے اکثر فقرون کو اپنی عادت کے موافق اُسی وقت اپنی نوٹ بک مین جمع کیا اور بعد مین مجھے خیال آیا کہ بذریعہ اخبار الحکم مین دوسرے احباب کو بھی اس پر لطف تقریر کے مضمون سے حظ اُٹھانے کا موقع دون تاکہ اللہ تعالے کے اُس احسان کے شکریہ مین کہ مجھے چند دن مسیح کے قدمون مین رہ کر ایمان مین ترقی کرنے کا موقع ملا ہے حقیقت کی خدمت ہو جائے لہذا اُن فقرات کی مدد سے اور اپنے یادداشت کے ذریعہ مینے مفصلہ ذیل عبارت ترتیب دی ہے

حضرت نے اُس معزز مہمان کو مخاطب کرکے فرمایا کہ جب کبھی آپ اسجگہ قادیان مین تشریف لاوین بے تکلف ہمارے گھر مین تشریف لایا کرین ہمارے ہان مطلق تکلف نہین ہے "ہمارا سب کاروبار دینی ہے اور دنیا اور اُس کے تعلقات اور تکلفات سے ہم بالکل جدا ہین گویا کہ ہم دنیاداری کے لحاظ سے مثل مردہ کے ہین ہم محض دین کے ہین اور ہمارا سب کارخانہ دینی ہے جیساکہ اسلام مین ہمیشہ بزرگون اور اماموں کا ہوتا آیا ہے اور ہمارا کوئی نیا طریق نہین بلکہ لوگون کے اُس اعتقادی طریق کو جو کہ ہر طرح سے اُن کے لئے خطرناک ہے دور کرنا اور اُن کے دلون سے نکالنا ہمارا اصل منشا اور مقصود ہے مثلاً بعض نادان یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ غیر قومون کے لوگون کی چیزین چرا لینا جائز ہے اور کافرونکا مال ہمارے لئے حلال ہے اور پھر اپنے ان نفسانی خواہشون کی خاطر اس کے مطابق حدیثین بھی گھڑ رکھی ہین ۔ پھر وہ یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ حضرت عیسیٰ جو دوبارہ دنیا مین آنیوالے ہین تو انکا کام لاٹھی مارنا اور خونریزیان کرنا ہے حالانکہ جبر سے کوئی دین دین نہین ہو سکتا ۔ غرض اسی قسم کے خوفناک عقیدے اور غلط خیالات ان لوگون کے دلوںمین پڑے ہوے ہین جنکو دور کرنے کے واسطے اور پُر امن عقائد انکی جگہ قائم کرنیکے واسطے ہمارا سلسلہ ہے جیساکہ ہمیشہ سے ہوتا رہا ہے کہ مصلحون کی اور اولیاء اللہ کی اور نیک باتین سکھانے والون کی دنیادار مخالفت کرتے ہین ایسا ہی ہمارے ساتھ بھی ہوا ہے اور مخالفون نے غلط خبرین محض افترا اور جھوٹ کے ساتھ ہماری برخلاف مشہور کین یہانتک کہ ہمکو ضرر پہنچانیکے واسطے گورنمنٹ تک غلط رپورٹین کین کہ یہ مفسد آدمی ہین اور بغاوت کے ارادے رکھتے ہین اور ضرور تھا کہ یہ لوگ ایسا کرتے کیونکہ نادانون نے اپنے خیرخواہون یعنی انبیاء اور اُن کے وارثین کے ساتھ ہمیشہ اور ہر زمانہ مین ایسا ہی سلوک کیا ہے" مگر خدا تعالے نے انسان مین ایک زیرکی رکھی ہے اور گورنمنٹ کے کارکن ان لوگون کو خوب جانتے ہین چنانچہ کپتان ڈگلس صاحب کی دانائی کیطرف خیال کرنا چاہئے کہ جب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے میری نسبت کہا کہ یہ بادشاہ ہونے کا دعوی کرتے ہین اور اشتہار

اُس کے سامنے پڑھا گیا تو اُس نے بڑی زیرکی سے پہچانا کہ یہ سب ان لوگوں کا افترا ہے اور ہمارے مخالف کی کسی بات پر توجہ نہ کی۔ کیونکہ اس میں شک نہیں کہ ازالہ اوہام وغیرہ دوسری کتب میں ہمارا لقب **سلطان** لکھا ہے مگر یہ آسمانی سلطنت کیطرف اشارہ ہے اور دنیوی بادشاہوں سے ہمارا کچھ سروکار نہیں ایسا ہی ہمارا نام **حکم عام** بھی ہے جسکا ترجمہ اگر انگریزی میں کیا جائے تو گورنر جنرل ہوتا ہے اور شروع سے یہ سب باتیں ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں میں موجود ہے کہ آنیوالے مسیح کے یہ نام ہیں۔ یہ سب ہمارے خطاب کتابوں میں موجود ہیں اور ساتھ ہی انکی تشریح بھی موجود ہے کہ یہ آسمانی سلطنتوں کی اصطلاحیں ہیں اور زمینی بادشاہوں سے انکا تعلق نہیں ہے اگر ہم ان کو چاہنے والے ہوتے تو ہم جہاد وغیرہ سے لوگوں کو کیون روکتے اور زندگی سے ہم مخلوقات کو کیون منع کرتے۔ غرض کپتان ڈگلس صاحب عقل سے ان سب باتوں کو پا گیا اور پوری پوری انصاف سے کام لیا اور دونوں فریق میں سے ذرہ بھی دوسرے فریق کیطرف نہیں جھکا اور [illegible] کہ ہم بدل خواہشمند ہیں کہ ہماری گورنمنٹ کے تمام معزز حکام ہمیشہ اسی اعلے درجہ کے نمونہ انصاف کو دکھلاتے رہیں جو نوشیروانی انصاف کو بھی اپنے کامل انصاف کیوجہ سے ادنی درجہ کا ٹھیراتا ہے اور یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ کوئی اس گورنمنٹ کے پُر امن زمانہ کو بُرا خیال کرے اور اس کے برخلاف منصوبہ بازی کی طرف اپنا ذہن لیجاوے حالانکہ یہ ہمارے دیکھنے کی باتیں ہیں کہ سکھوں کے زمانہ میں مسلمانوں کو کسقدر تکلیف ہوتی تھی صرف ایک گائے کے اتفاقاً ذبح کیے جانے پر سکھوں نے چھ سات ہزار آدمیوں کو تہ تیغ کر دیا تھا اور نیکی کی راہ اسطرح پر مسدود تھی کہ ایک شخص مسمی کرم شاہ اس آرزو میں ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر دعائیں مانگتا تھا کہ ایکدفع **صحیح بخاری** کی زیارت ہو جاوے اور دعا کرتا کرتا رو پڑتا تھا اور زمانہ کے حالات کی وجہ سے نا اُمید ہو جاتا تھا آج گورنمنٹ کے قدم کی برکت سے وہی صحیح بخاری چار پانچ روپیہ میں ملجاتی ہے اور اُس زمانہ میں لوگ اس قدر دور جا پڑے تھے کہ ایک مسلمان نے جسکا نام خدا بخش تھا اپنا نام خدا سنگھ رکھ لیا تھا۔ بلکہ

اس گورنمنٹ کے ہمپر اسقدر احسان ہیں کہ اگر ہم یہاں سے نکل جائیں تو نہ ہمارا مکہ میں گذارا ہو سکتا ہے اور نہ قسطنطنیہ میں۔ تو پھر کسطرح سے ہو سکتا ہے کہ ہم اس کے برخلاف کوئی خیال اپنے دل میں رکھیں۔ اگر ہماری قوم کو خیال ہے کہ ہم گورنمنٹ کے برخلاف ہیں یا ہمارا مذہب غلط ہے تو اُن کو چاہیئے کہ وہ ایک مجلس قائم کریں اور اس میں ہماری باتوں کو ٹھنڈے دل سے سنیں تاکہ اُن کی تسلی ہو اور اُن کی غلط فہمیاں دور ہوں جھوٹے کے مُنہ سے بدبو آتی ہے اور فراست والا اسکو پہچان جاتا ہے صادق کے کام سادگی اور یکرنگی سے ہوتے ہیں اور زمانہ کے حالات اُس کے موید ہوتے ہیں۔

آجکل دیکھنا چاہیئے کہ لوگ کسطرح عقائد حقہ سے پھر گئے ہیں ۲۰ کروڑ کتاب اسلام کے برخلاف شائع ہوئی ہیں اور کئی لاکھ آدمی عیسائی ہو گئے ہیں۔ ہر ایک بات کے واسطے ایک حد ہوتی ہے۔ اور خشک سالی کے بعد جنگل کے حیوان بھی بارش کی اُمید میں آسمان کیطرف مُنہ اُٹھاتے ہیں آج ۱۳۰۰ برس کی دھوپ اور امساک باران کے بعد آسمان سے بارش اُتری ہے اسکو کوئی روک نہیں سکتا۔ برسات کا جب وقت آگیا ہے تو کون ہے جو اسکو بند کرے یہ ایسا وقت ہے کہ لوگوں کے دل حق سے بہت ہی دور جا پڑے ہیں ایسا کہ خود خدا پر بھی شک ہو گیا ہے حالانکہ تمام اعمال کیطرف حرکت صرف ایمان سے ہوتی ہے مثلاً سم الفار کو اگر کوئی شخص طباشیر سمجھ لے تو بلا خوف و خطر کئی ماسوں تک کھا جاویگا اگر یقین رکھتا ہو کہ یہ زہر قاتل ہے تو ہرگز اسکو منہ کے قریب بھی نہ لاوے گا حقیقی نیکی کے واسطے یہ ضروری ہے کہ خدا کے وجود پر ایمان ہو۔ کیونکہ مجازی حکام کو یہ معلوم نہیں کہ کوئی گھر کے اندر کیا کرتا ہے اور پس پردہ کسی کا کیا فعل ہے اور اگرچہ کوئی زبان سے نیکی کا اقرار کرے مگر اپنے دل کے اندر وہ جو کچھ رکھتا ہے اس کے لئے اسکو ہمارے مواخذہ کا خوف نہیں اور دنیا کی حکومتوں میں سے کوئی ایسی نہیں جسکا خوف انسان کو رات میں اور دن میں اندھیرے میں اور اُجالے میں خلوت میں اور جلوت میں ویرانے میں اور آبادی میں گھر میں اور بازار میں ہر حالت میں یکسان ہو پس درستی اخلاق کیواسطے ایسی ہستی پر ایمان کا ہونا ضروری ہے جو ہر حال اور ہر وقت میں اس کے نگران

اور اُس کے اعمال اور افعال اور اُس کے سینہ کے بھیدوں کی شاہد ہے کیونکہ دراصل نیک وہی ہے جس کا ظاہر اور باطن ایک ہو اور جسکا دل اور باہر ایک ہے وہ زمین پر فرشتہ کیطرح چلتا ہے۔ دھریہ ایسی گورنمنٹ کے نیچے نہیں کہ وہ حسن اخلاق کو پا سکے۔ تمام نتائج ایمان سے پیدا ہوتے ہیں چنانچہ سانپ کی سوراخ کو پہچان کر کوئی اُنگلی اُسمیں نہیں ڈالتا۔ جب ہم جانتے ہیں کہ ایک مقدار اسٹرکینا کی قاتل ہے تو ہمارا اس کے قاتل ہونے پر ایمان ہے اور اس ایمان کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم اسکو مُنہ نہیں لگائینگے اور مرنے سے بچ جائینگے۔ اور "تقدیر یعنی دنیا کے اندر تمام اشیا کا ایک اندازہ اور قانون کے ساتھ چلنا اور ٹھیرنا اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ اسکا کوئی مقدر یعنی اندازہ باندھنے والا ضرور ہے گھڑی کو اگر کسی نے بالارادہ نہیں بنایا تو وہ کیون اسقدر ایک باقاعدہ نظام کے ساتھ اپنی حرکت کو قائم رکھکر ہمارے واسطے فائدہ مند ہوتی ہے ایسا ہی آسمان کی گھڑی کہ اُس کی ترتیب اور باقاعدہ اور باضابطہ انتظام یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ بالارادہ خاص مقصد اور مطلب اور فائدہ کے واسطے بنائی گئی ہے اسطرح انسان مصنوع سے صانع کو اور تقدیر سے مقدِّر کو پہچان سکتا ہے لیکن اس سے بڑھکر اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی کے ثبوت کا ایک اور ذریعہ قائم ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ قبل از وقت اپنے برگزیدوں کو کسی تقدیر سے اطلاع دیدیتا ہے اور اُن کو بتلا دیتا ہے کہ فلان وقت اور فلان دن میں میں نے فلان امر کو مقدر کر دیا ہے۔ چنانچہ وہ شخص جسکو خدا نے اس کام کے واسطے چنا ہوا ہوتا ہے پہلے سے لوگوں کو اطلاع دیدیتا ہے کہ ایسا ہوگا اور پھر ویسا ہی ہو جاتا ہے جیسا کہ اُس نے کہا تھا اللہ تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت کے واسطے یہ ایسی دلیل ہے کہ ہر ایک دہریہ اس موقع پر شرمندہ اور لاجواب ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمکو ہزاروں ایسے نشانات عطا کیے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر لذیذ ایمان پیدا ہوتا ہے ہماری جماعت کے اسقدر لوگ اسجگہ موجود ہیں کون ہے جس نے کم از کم دو چار نشان نہیں دیکھے اور اگر آپ چاہیں تو کئی سو آدمی کو باہر سے بلوائیں اور اُن سے پوچھیں اسقدر اخیار اور ابرار اور متقی اور صالح لوگ جو کہ ہر طرح سے عقلمند

فراست رکھتے ہین اور دنیوی طور پر اپنے معقول روزگارون پر قائم ہین کیا ان کو تسلی نہین ہوئی کیا انھون نے ایسی باتین نہین دیکھین جنپر انسان کبھی قادر نہین ہے اگر ان سے سوال کیا جائے تو ہر ایک اپنے آپ کو اول درجہ کا گواہ قرار دیگا" کیا ممکن ہے کہ ایسے ہر طبقہ کے انسان جنمین عاقل اور فاضل اور طبیب اور ڈاکٹر اور سوداگر اور مشائخ سجادہ نشین اور وکیل اور معزز عہدہ دار ہین بغیر پوری تسلی پانے کے یہ اقرار کر سکتے ہین کہ ہم نے اس قدر آسمانی نشان بچشم خود دیکھے اور جب کہ وہ لوگ واقعی طور پر ایسا اقرار کرتے ہین جسکی تصدیق کے لئے ہر ایک شخص مکذب کو اختیار ہے تو پھر سوچنا چاہئے کہ ان مجموعہ اقرارات کا طالب حق کے لئے اگر وہ فی الحقیقت طالب حق ہے کیا نتیجہ ہونا چاہئے کم سے کم ایک ناواقف اتنا تو ضرور سوچ سکتا ہے کہ اگر اس گروہ مین جو لوگ ہر طرح سے تعلیم یافتہ اور دانا اور فرسودہ روزگار اور بفضل الٰہی مالی حالتون مین دوسرون کے محتاج نہین ہین اگر انھون نے پورے طور پر میرے دعوے پر یقین حاصل نہین کیا اور پوری تسلی نہین پائی تو کیون وہ اپنے گھرون کو چھوڑ کر اور عزیزون سے علیحدہ ہو کر غربت اور مسافری مین اجگہ میرے پاس بسر کرتے ہین اور اپنی اپنی مقدرت کیموافق مالی امداد مین میرے سلسلہ کے لئے فدا اور دلدادہ ہین۔

ہر ایکبات کا وقت ہے بہار کا بھی وقت ہے اور برسات کا بھی وقت ہے اور کوئی نہین جو خدا کے ارادے کا لے۔

محمد صادق بھیروی

حضرت مولوی نور الدین صاحب اپنے طالب علمی کے زمانہ کی بات سنایا کرتے ہین کہ ہندوستان مین جب کہ ہم تعلیم پاتے تھے تو ہمارے ایک ہم جماعت بھی بہت پرہیزگار اور صالح آدمی انکا اسم شریف تھا شاہ جی عبد الرزاق مین ان کی ملاقات کیلئے جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ بہت دنون تک ان کے پاس نہ گیا اور پھر جب مین ان کی ملاقات کے لئے گیا تو تو انھون نے فرمایا تم اتنی دیر تک کیون نہ آئے مینے عرض کی کہ ایسے ہی آنا نہ ہو سکا فرمایا کہ کیا تم کبھی قصاب کی دوکان پر نہین گئے۔ کیا تم کبھی قصاب کی دوکان پر بھی نہین گئے۔ اس فقرہ کو دو تین دفعہ دہرایا مین نہ سمجھ سکا کہ اس سے آپ کا کیا مطلب ہے پھر آپ نے ہاتھ کے اشارہ سے مجھکو سمجھایا کہ قصاب کسطرح اپنی دونون چھریونکو تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ایک دوسری سے ملا لیتا اور رگڑ لیتا ہے۔ اس سے عارف کو سبق لینا چاہئے کہ دنیا کے دھندون اور تعلقات کے درمیان انسان کے قلب پر بہت جلد ایک زنگ چڑھجاتا ہے اور معرفت کی تیزی جلد کند ہوئے لگ جاتی ہے جسکے واسطے ضروری ہے کہ انسان وقتاً فوقتاً نیک صحبت کے ساتھ قوت پکڑتا رہے چنانچہ قرآن کریم نے اس کیطرف اشارہ فرمایا ہے

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ

تقوی اختیار کرو اور صادقون کے ساتھ ہو ان کی معیت سے قوت پکڑو۔ مبارک ہین وہ جو صادق کو پہچانتے ہین اور اسکی خدمت مین حاضر ہو کر اس کے مقدس چہرہ کے دیدار سے نور حاصل کرتے ہین اور اسکی جاری کی ہوئی نہرون سے ایسا پانی پیتے ہین کہ پھر کبھی پیاسے نہین ہوتے۔

محمد صادق

فٹ نوٹ اس آیۂ کریمہ پر بغور نظر کرنے سے ہمارے ارباب خرد ناظرین اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہین کہ تقوی اللہ کی حقیقت اسوقت تک متحقق نہین ہو سکتی جب تک کہ ایک فانی مرد کی پاک صحبت مین بیٹھکر اس کے انفاس طیبہ کی برکت سے بہرہ ور نہون۔ اس سے ان لوگون کو سبق لینا چاہئے جو کہا کرتے ہین کہ اپنے گھر مین بیٹھکر اللہ اللہ کر لینا کافی سمجھتے ہین۔ اور کسی صادق کے ہاتھ پر بیعت توبہ کو ضروری نہین سمجھتے تقوی اللہ سے انسان محسنون کے زمرہ مین داخل ہو سکتا ہے مگر اس تقوی اللہ کی حقیقت ایک صادق کے حضور بیٹھکر کھلتی ہے۔

(ایڈیٹر)

ضرور پڑھ لین

مندرجہ ذیل کتابین ہمارے پاس موجود ہین لیکن بعض انمین سے اب بہت تھوڑی باقی ہین اسلئے قرآن کریم کے اسرار اور نکات سے مزہ لینے والے احباب جسقدر جلد ممکن ہو منگوالین ورنہ بعد مین عدم تعمیل ارشاد کے لئے ہمکو معاف رکھین۔ کیونکہ اول تو یہ کتابین چھپتی ہی تھوڑی ہین اور پھر اکثر احباب جو کارخانہ کی اعانت اپنا فرض سمجھتے ہین محض لله تقسیم کرنے کے لئے متعدد کاپیان خرید لیتے ہین اس لئے بعد مین جو درخواستین آتی ہین ہم ان کی تعمیل نہین کر سکتے شکایت رہجاتی ہے لہذا اطلاع دیجاتی ہے کہ مندرجہ ذیل کتابین اسوقت موجود ہین

رپوٹ جلسہ سالانہ

جسمین حضرت اقدس کی تین مبسوط تقریرین یہ تقوی اللہ کی فلاسفی اپنے دعاوی کی توضیح اسلام کی حقیقت اور ایمان کی حقیقت پر مشتمل ہین غرض یہ کہ امام الزمان کا کلام ہے۔

اور دو زبردست تقریرین حضرت مولنا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کی اس مضمون پر ہین کہ قرآن کریم کا منشا جبکہ اخلاقی تعلیم تھی تو پھر تحدیانہ پیشگوئیان کیون کی ہین سوال کی وقعت سے جواب کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ قرآنی فلسفہ کے مزہ لینے والے ضرور پڑھین

پھر حضرت مولنا مولوی حکیم نور الدین صاحب کی ایک لطیف تقریر اثبات رسالت اور ضرورۃ امام پر ہے قرآن کریم کے بعض مقامات کی لطیف تقریر۔

علاوہ ازین ایڈیٹر کیطرف سے دو جزو مین حضرت اقدس کی بست سالہ کارروائی پر ایک ریویو کیا گیا ہے قیمت عہ

انذار

طاعون کے متعلق حضرت اقدس کی کل کارروائی کا مجموعہ - جسمین جناب مولانا مولوی نور الدین صاحب اور حضرۃ اقدس کی وجد آفرین تقریرین اور جناب سید حامد شاہ صاحب کی ایک دلچسپ نظم حالات زمانہ پر ہے قیمت ۴ر

حضرت اقدس کی ایک تقریر اور خط

حضرت اقدس کی ایک تقریر مسئلہ وحدت وجود پر - نماز کی حقیقت اور دعا کا فلسفہ بیان فرمایا - اور مسئلہ وحدت وجود کی حقیقت کھولکر دکھائی ہے - بے نظیر مضمون ہے دوبارہ چھپی ہے قیمت ۴ر

حضرت اقدس کی پرانی تحریرین

سنہ ۱۸۹۹ء مین حضرت اقدس کے جو مضامین اسلام کی تائید اور حقیقت مین مخالفین پر حجت پوری کرنے کی غرض سے ہند و باندھو مین شائع ہوے تھے انہین سے پہلا حصہ ایسے قابل قدر مضمون ہین

وید و فرقان کا مقابلہ

الہام اور مسئلہ قدامت روح

قیمت ۲ر

حضرت مولنا مولوی نور الدین صاحب کے درس قرآن مجید مین سے چند باتین

لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی

بسا اوقات نادان پادری اور ان کی کورانہ تقلید سے کم عقل آریہ اسلام پر جبر و اکراہ کا الزام لگاتے ہین مگر مین حیران ہوتا ہون کہ اسلام کیا ہے؟ اور جبر و اکراہ کیا؟ خود لفظ اسلام جو سلم سے مشتق ہے اپنے اندر صلح اور آشتی کے معنے رکھتا ہے گویا بذاتہ اسلام مین صلح اور آشتی کا مادہ موجود ہے - اور یہ بالکل سچ ہے کہ ایمان جو تصدیق قلبی کا نام ہے جبر و اکراہ سے ممکن نہین - اسلام ایکطرف منافقون کی مذمت بیان کرتا ہے پھر دوسری طرف کب روا رکھ سکتا تھا کہ ایک انسان ایسے طور پر داخل اسلام ہو جس سے نفاق کا اندیشہ ہو؟ چنانچہ اس آیت سے جو مدنی سورۃ کی ایک آیت ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قبول اسلام مین کسی قسم کا جبر و اکراہ جائز نہین ہے - جب کہ حق و باطل بالکل واضح ہو جاوے پھر اس مین اکراہ کی حاجت ہی کیا اسلام کے اصول بجائے خود اس قسم کے ہین کہ ایک سلیم الفطرت انسان کو ان کے قبول کرنے کے بدون چارہ ہی نہین رہتا -

مین اس الزام پر کہ اسلام بجبر پھیلایا گیا ذرا کھولکر بیان کرنا چاہتا ہون - اسلام مین شرط ہی کہ انسان صدق دل سے اللہ تعالی کی الوہیت اور اس کے صفات کاملہ اور رسالت اور یوم آخرۃ وغیرہ ضروریات دین پر ایمان لاوے تب وہ مسلمان ہوتا ہے اور یہ بات کیسی صاف اور سیدھی ہے کہ جبر و اکراہ سے کبھی کوئی دلی یقین پیدا نہین ہو سکتا - مین دعوہ سے کہتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے واجب الاحترام جانشینون کے عہد مین کوئی شخص بھی جبر و اکراہ سے داخل اسلام نہین کیا گیا - بلکہ مین اس خیال کو یہان تک وسیع کرکے کہہ سکتا ہون کہ محمود غزنوی اور عالمگیر کے عہد مین بھی کوئی عاقل و بالغ جبر و اکراہ سے مسلمان نہین بنایا گیا اور ہرگز نہین بنایا گیا - دنیا مین تاریخ موجود ہے اگر کوئی ہے تو صحیح تاریخ سے اسکو ثابت کرے ایکبار ایک رئیس نے عالمگیر کا تذکرہ مجھسے کیا - مینے جب اسکو جواب دیا کہ عالمگیر متعصب نتھا اور نہ اس نے کسی کو جبرًا مسلمان کیا تو اسنے مجھسے کہا کہ آپنے خافی خان کی تاریخ نہین پڑھی مینے جواب دیا کہ مین ایسی تاریخون کو پڑھنا نہین چاہتا جنکا نام ہی بتلا رہا ہو کہ خافی خان ہر بات وہ ہے جو مردون کے میدان ہو -

غرض یہ ہے کہ اسلام نے کسیکو جبرا داخل اسلام کرنے کی اجازت نہین دی اور نہ کسی نے ایسا کیا - ہمکو تاریخ بتلاتی ہے کہ زمانہ رسالت مآب مین اور خلافت راشدہ مین صلح اور امن کے معاہدہ کے بعد کل مذاہب کے لوگ مذہبی آزادی حاصل کر لیتے تھے خیبر کے یہود بحرین اور عمان کے عیسائی حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم اور خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ کیوقت شام کے یہود اور عیسائی اسلام کے رعایا تھے اور اپنے مذہبی فرائض کی بجا آوری مین بالکل آزاد تھے -

عالمگیر پر بڑا الزام دیا جاتا ہے مگر اس کے عہد مین بڑے بڑے عہدون پر ہندو ہی مختار تھے اگر کہا جاوے کہ اسکی لڑائیان مذہبی لڑائیان تھین تو یہ بھی تاریخ کی ناواقفیت کی وجہ سے ہی ورنہ کون نہین جانتا کہ عالمگیر نے دکن کے ایک سید بادشاہ تانا شاہ پر چڑھائی کی اور اپنے مسلمان باپ اور بھائیون کو جو کیا وہ مخفی نہین - یہ امور پولیٹیکل تھے نہ مذہبی ایسا ہی محمود کی نسبت کہین تاریخ سے پتہ نہین لگتا کہ اس نے اشاعت اسلام اور دعوت اسلام مین ہمت صرف کی - اپنے بھائی مسلمان امیر اسمعیل سے جنگ کی یہان وہ مذہبی جنگ تھی اور ہند کے حملہ راجہ جیپال نے خود کرائے جسنے ابتدائی ورنہ محمود بلاد تاتار کو فتح کرنا چاہتا تھا - القصہ اسلام کا دامن اس الزام ناپاک سے بالکل پاک ہے

ضروری اطلاع

ہمارے مکرم چودھری رستم علیخان صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ سے اطلاع دیتے ہین کہ انبالہ سے گذر کر جو صاحب قادیان شریف جانیوالے ہون یا قادیان شریف سے واپس ہونے ہوی انبالہ سے گذرین وہ انبالہ مین انکو بشرط فرصت ضرور مل لیا کرین - اس سے باہمی محبت اور تعارف بڑھتا ہے - اور اگر کوئی کام ہو تو وہ بھی ہو جاتا ہے - اور اگر کسی صاحب کو اترنے کی فرصت نہ ہو تو مجھے بذریعہ کارڈ بھیجدیت اور تاریخ سے اطلاع دیدیا کرین مین خود سٹیشن پر آکر مل لیا کرونگا -

(ایڈیٹر)

مطبع انوار احمدیہ واقع قادیان شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔ الحمد للہ علی ذلک